پردہ "بلٹ پروف" لباس ہے

جو خواتین کو مردوں کے نگاہوں سے بچاتا ہے

قرآن مجید نے زندگی کی کایا پلٹ دی، گھر کو مسجد میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے

قتل کی دھمکیوں کی پرواہ نہیں، ایک نیک مسلمان کی طرح زندگی گزارنے اور مرنے کا فیصلہ اٹل ہے

عالمی شہرت یافتہ بھارتی مصنفہ ڈاکٹر کملاداس (محترمہ ثریا) کے قبول اسلام کی کہانی، ان کی اپنی زبانی

"میں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر دین اسلام قبول کیا ہے۔ اسلام سچی اور پر خلوص محبت کا مذہب ہے۔ یہ عورت کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور میں تحفظ چاہتی ہوں۔ میں بیوہ اور یتیم ہوں۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ میں نے ایک نئی دنیا دریافت کرلی ہے کہ اسلام محبت اور تحفظ کرنے والا مذہب ہے۔ ہندو دیوتا گناہوں پر سزا دیتے ہیں جبکہ اللہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور میں معاف کرنے والے اللہ کو چاہتی ہوں"۔

بین الاقوامی شہرت یافتہ ہندو مصنفہ کملاداس عیسوی کیلنڈر کی تیسری ہزاری شروع ہونے سے چند روز قبل رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں یہ باتیں ایک پرائیویٹ ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ اور ماضی کی طویل غفلت پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے چہرے پر طمانیت سجائے یہ 67 سالہ خاتون بہت مسرور تھیں۔ خوش کیوں نہ ہوتیں۔ آخر عمر کا ایک طویل عرصہ تاریکی میں گزارنے کے بعد انہیں ایک روشن حقیقت مل چکی تھی۔ کملاداس (اور اب) ثریا کا اسلام کی حقانیت پر پہنچنا ہی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اسلام فطرت کا ایک عالمگیر مذہب ہے۔ ہر ذی شعور شخص اسلام کی سچائی کو بآسانی پہنچ سکتا ہے بشر طیکہ اس نے تعصب کی عینک اتار کر اسلام کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا ہو۔ کملاداس نے اپنا نیا نام ثریا رکھ لیا ہے۔ قبولِ اسلام کے بعد ثریا نے ایک انٹرویو میں کہا کہ میں اپنے انتقال کے بعد نذرِ آتش نہیں ہونا چاہتی تھی اور ہندو مت چھوڑنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔

میری زندگی میں کرشن جی کی جگہ اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے لے لی ہے۔ میں اب اسلام کی سچی تعلیمات پر سختی سے

عمل درآمد کر رہی ہوں اور نماز ادا کرتی ہوں۔ میں نے قرآنِ مجید کی تلاوت بھی باقاعدگی سے شروع کر دی ہے اور قرآنِ مجید ہی وہ عظیم کتاب ہے جس نے میری زندگی بدل کر رکھ دی ہے۔ میں نے ترچی مور میں اپنے آبائی مکان کو مسجد میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے میرے سماج نے دکھوں کے علاوہ کچھ نہیں دیا، صرف بدنام کیا ہے"۔

"مائی سٹوری" کی مصنفہ ڈاکٹر ثریا کی انگریزی شاعری پوری دنیا کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جا رہی ہے۔ ان کے قبولِ اسلام پر ایک عالم حیران و ششدر رہے۔ اسلامی دنیا کی طرف سے اسے تہنیتی پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ جبکہ غیر مسلم طبقہ اور بالخصوص ہندوؤں کی جانب سے ان پر شدید تنقید کی جا رہی ہے۔ ایک حلقہ ایسا بھی ہے جو ان کے قبولِ اسلام کو ان کا ذاتی فیصلہ قرار دیتا ہے۔ ثریا پر عرب ممالک کی طرف سے بھاری رقم کے وصول کرنے کا الزام بھی لگایا گیا۔ لیکن ایک عالمی شہرت یافتہ مصنفہ ہونے کے ناطے انہیں اپنی کتب کی رائلٹی اتنی معقول مل جاتی ہے کہ انہیں آرام دہ زندگی گزارنے کے لئے کسی اور دولت کی ضرورت نہیں۔ پھر ان کی شاعری، ان کے خیالات اور اصولوں سے ساری دنیا کے ادبی حلقے آگاہ ہیں۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ وہ اصولوں پر سودے بازی کرنے والی خاتون نہیں اور سچی بات کو بیان کرنے سے انہیں کوئی روک نہیں سکتا بھارت کی آزاد خیال و ترقی پسند ہندو خواتین ان کے قبولِ اسلام اور پردے پر عملدرآمد پر اول فول بک رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اس سے قبل کملاداس کو ایسا خیال کیوں نہ آیا جسے وہ اپنی تحریروں میں سمولیتیں۔ پردے کے بارے میں محترمہ ثریا کے خیالات کوئی نئے نہیں ہیں۔ اگست ۹۲ء میں دیئے گئے ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا تھا کہ پردہ ایک "بلٹ پروف لباس" ہے۔ یہ خواتین کو مردوں کی تیز و تند نگاہوں سے بچاتا ہے۔ آپ اس میں مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ میں نے بھی کافی بار برقعہ اوڑھا ہے۔ ان کے اس انٹرویو پر ان مسلم خواتین کے نظریات کو بھی کافی دھچکا لگا تھا جو نام نہاد "ترقی پسند" خواتین کے حقوق کے نام پر "پردہ" کو گھٹن والا لباس قرار دے کر عریانی کا درس دیتی تھیں۔

انسان خیر و شر دونوں کا مجموعہ ہے اور زندگی کے کسی مرحلے پر بھی اسے ہوش آسکتی ہے۔ کچھ لوگ کملاداس کے قبولِ اسلام کو کسی حادثے یا غیر معمولی واقعے کا پیش خیمہ قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کملاداس گذشتہ 27 برس سے اسلام کی حمایت اور مخالفت میں لکھے گئے لٹریچر کا مطالعہ کر رہی تھیں اور یہ بھی کہ قبولِ اسلام کے لئے وہ اسلام کی حدود و قیود اور تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد دربارِ الٰہی کے علاوہ تمام در بند ہو جاتے ہیں۔ ایک انسان اپنے آپ کو مکمل طور پر واحد معبود کے لئے وقف کر لیتا ہے اور ایک سجدہ اسے ہزار سجدوں سے نجات دلا دیتا ہے۔

ریاست کیرالہ کی کملاداس کے اسلام قبول کرنے پر ایک بھارتی صحافی ٹی جے ایس جارج نے کہا: "مجھے

افسوس ہے کہ کملاداس اب پردہ میں ہونگی میرا خیال ہے اگر انہیں مذہب تبدیل کرنا ہی تھا تو وہ عیسائیت اختیار کر لیتیں تاکہ حجاب وغیرہ کے چکر سے بچ جاتیں"۔ ایک بھارتی سیاست دان کا تبصرہ کچھ یوں تھا: "کملاداس کے تبدیلی مذہب سے اسلامی بنیاد پرستوں کے ہاتھ بلاوجہ ایک موقع آگیا ہے۔ ان کی سابقہ تحریروں کو ذہن میں رکھتے ہوئے بھارتی وچارکیندرم کے ڈائریکٹر پی پرمیشورم نے کہا: "خدا اب اسلام کو بچائے"۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے دعویدار سیکولر بھارت کے یہ غیر جانبدار اور جمہوری ذہن رکھنے والے دانشور ہیں۔ جبکہ یہ لوگ اسی معاشرے کے پروردہ ہیں، جس نے اسلام کی تضحیک کرنے اور تمسخر اڑانے پر بھارتی مصنف سلمان رشدی اور بنگلہ دیشی تسلیمہ نسرین کو سر آنکھوں پر بٹھایا تھا، اور تو اور یہی لوگ کملاداس کی سچائی اور بصیرت کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے نہیں تھکتے تھے۔ وہ دوغلی سوچ رکھنے والے ان نام نہاد دانشوروں سے اسلام کی یہ تریاقی گولی کب برداشت ہونا تھی۔

بھارتی روزنامے "انڈیا ٹوڈے" نے کچھ حقیقت پسندانہ موقف اپنایا۔ 27 دسمبر 99ء کی اشاعت میں اخبار لکھتا ہے: "کملاداس کو امن و تحفظ مذہب اسلام میں ملا ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اسلام اتنا وحشی مذہب نہیں جتنا کہ کچھ حلقوں کی جانب سے مسلسل پرچار کیا جاتا ہے۔ "رسم ستی" کے احیاء کے علمبرداروں اور بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دینے والوں کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اسلام میں عورت کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی اسلام ضمانت دیتا ہے"۔

کیرالہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر این اے کریم نے کہا ہے کہ "کملاداس کے مذہب تبدیل کرنے کے فیصلہ نے مسلم معاشرے میں خواتین کے مقام کے تعین کے سلسلہ میں ایک نئی صحت مند بحث کو جنم دیا ہے۔ مادہ پرستی کے اُس دور میں کملاداس جیسی حساس خاتون کا حالیہ فیصلہ بالکل فطری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی کی اپنی بعض متنازعہ تحریروں کے باوجود وہ ہمیشہ روحانیت پسند رہی ہیں۔ ان کے اسلام قبول کرنے کی اصل وجہ ہندو سماج میں رونما ہونے والے روزانہ کے واقعات ہیں۔ ایک بھارتی افسانہ نگار ہری کمار نے کہا: "اگر کسی کو اپنا مذہب تبدیل کرنے سے تسکین ملتی ہے تو یہ اچھی بات ہے"۔

اپنی تحریروں کی وجہ سے ملکہ جذبات کہلانے والی محترمہ ثریا 1973ء میں کلکتہ میں رہائش پذیر رہیں جہاں ان کی کچھ مسلم خاندانوں سے قربت ہوئی۔ مسلمانوں کے رسوم رواج اور عقائد سے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور اس وقت سے وہ اسلام کی حقیقت کے کھوج میں تھیں۔ بالآخر انہوں نے بہت زیادہ سوچ وبچار کے بعد اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ دراصل ہر لحاظ سے وہ اپنی تسلی چاہتی تھیں اور یہ بھی کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیتیں تو

پھر انہیں جس قسم کے رد عمل کا سامنا کرنا پڑے گا اس راہ میں آنے والے ہر سوال کا موثر جواب دینے کے لئے وہ تیار ہوں۔ ایک صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا: ”میں کسی کے تبصرے یا ردعمل کی پرواہ نہیں کرتی، کیونکہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا میرا فیصلہ ذاتی ہے۔ اس فیصلے سے مجھے ایک نئی زندگی ملی ہے“۔ قبولِ اسلام کے بعد محترمہ ثریا کے بیٹوں نے بھی ان کی مخالفت کی۔ جبکہ ہندوؤں کی طرف سے تو انہیں قتل کر دینے کی باقاعدہ دھمکیاں مل رہی ہیں۔ ان دھمکیوں کا جواب انہوں نے ایک کالج کی تقریب میں خطاب کے دوران یوں دیا: ”میں اب کسی بھی صورت اسلام نہیں چھوڑ سکتی۔ ایک نیک مسلمان کی طرح زندگی گزارنے اور ایک نیک مسلمان کی حیثیت سے مرنے کا میرا فیصلہ اٹل ہے۔ مجھے اب دنیا کی کوئی طاقت اس سے ہٹا نہیں سکتی۔ اگر میرے صوبے کے لوگ میرے قبول اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں تو میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں نے اسلام کی سادہ تعلیمات اور عورت کو دیئے گئے تحفظ کے اصولوں سے متاثر ہو کر اس مذہب کو قبول کیا ہے“۔ محترمہ ثریا کا کہنا تھا: ”سچے مذہب اسلام کو قبول کر لینے بعد میری صحت میں معجزانہ طور پر بہتری آئی ہے“۔ انہوں نے اپنی کردار کشی کیے جانے پر بھارتی میڈیا کے رویئے پر افسوس کا اظہار کیا۔ محترمہ ثریا چاروں طرف سے تیز و تند نشتروں اور تیروں کو بوچھاڑ پر یہ کہہ سکتی ہیں؎ یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

جہلم میں ایک اور نئی جامع مسجد اہلحدیث کا اضافہ

جامع مسجد اہلحدیث متصل المعراج فلور مل کالا گجراں میں افتتاحی خطبہ جمعہ

مورخہ 5 مئی بڑا خوش قسمت دن تھا۔ جس روز کالا گجراں میں نئی تعمیر ہونے والی خوبصورت اور کشادہ جامع مسجد اہلحدیث میں افتتاحی خطبہ جمعہ رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب نے ارشاد فرمایا۔ افتتاحی خطبہ کے لیے بڑے بڑے اشتہارات شہر بھر میں چسپاں کر دیئے گئے تھے۔ جمعہ کے روز مسجد اور ارد گرد کی سڑکوں اور گلیوں کو جی ٹی روڈ تک جھنڈوں اور بینروں سے سجادیا گیا تھا۔ مسجد میں جمعہ سے پہلے ہی لوگوں کی آمد شروع ہو گئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے مسجد اندر اور باہر سے بھر گئی۔ اور تل دھرنے کی جگہ بھی باقی نہ رہی۔ مستورات کی جانب بھی جگہ تنگ پڑ گئی۔ علامہ محمد مدنی صاحب نے معاشرہ میں مساجد کے مقام اور اس کی تعمیر و ترقی اور آبادی میں حصہ لینے والوں کی فضیلت اور بالخصوص عقیدہ توحید کے موضوع پر بڑا مدلل خطاب فرمایا۔ لوگوں نے مسجد کے اندر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے باہر دھوپ میں سڑکوں اور راستوں میں صفیں بچھا کر نماز جمعہ پڑھی۔ نماز جمعہ کے بعد علامہ محمد مدنی نے رقت انگیز انداز میں مسجد بنانے والوں اور اسے کے لیے جگہ وقف کرنے والوں کے لیے دعا کی۔